https://farid.ps/articles/israel_bombing_of_the_british_embassy_in_rome/ur.html

روم میں برطانوی سفارت خانے پر بمباری، 1946: سیاسی تشدد کا ایک دلیرانہ عمل

31 اکتوبر 1946 کو، روم کے پورٹا پیا میں واقع برطانوی سفارت خانے کو ایک تباہ کن دھماکے نے ہلا کر رکھ دیا، جس نے ایرگون زوائی لیومی، ایک ترمیمی صیہونی نیم فوجی گروپ کی جانب سے چلائی جانے والی سیاسی تشدد کی مہم میں ایک اہم اضافے کو نشان زد کیا۔ یہ دہشت گردانہ حملہ، جو یورپی سرزمین پر برطانوی اہلکاروں کے خلاف ایرگون کا اس نوعیت کا پہلا حملہ تھا، نے گروپ کے اس عزم کو اجاگر کیا کہ وہ برطانوی پالیسیوں کو چیلنج کریں جو مینڈیٹ فلسطین میں یہودی امیگریشن کو محدود کرتی تھیں۔ اس بمباری سے دو افراد زخمی ہوئے، سفارت خانے کے رہائشی حصے کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا، اور عالمی برادری میں صدمے کی لہریں دوڑ گئیں، جس نے فلسطینی یہودی جدوجہد کے عالمی دائرہ کار کو نمایاں کیا۔

پس منظر: ایرگون اور فلسطین کے لیے جدوجہد

میناخم بیگن کی قیادت میں ایرگون ایک عسکری تنظیم تھی جو فلسطین میں ایک یہودی ریاست کے قیام کے لیے پرعزم تھی۔ اس کی تشکیل 1930 کی دہائی میں ہوئی، جب یہ زیادہ معتدل ہگانہ سے الگ ہوئی، اور برطانوی حکمرانی کے خلاف مسلح مزاحمت کی وکالت کی۔ 1939 کا برطانوی وائٹ پیپر، جس نے فلسطین میں یہودی امیگریشن کو سختی سے محدود کیا، ایرگون کے لیے ایک اہم موڑ تھا، خاص طور پر جب ہولوکاسٹ کی خبروں نے یہودی وطن کی فوری ضرورت کو اجاگر کیا۔ 1944 سے، بیگن کی قیادت میں، ایرگون نے اپنی تشدد کی مہم کو دوبارہ شروع کیا، پالیسی میں تبدیلی لانے کے لیے برطانوی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔

روم میں برطانوی سفارت خانہ اس لیے نشانہ بنایا گیا کیونکہ ایرگون کا خیال تھا کہ یہ "یہود مخالف سازشوں" کا مرکز تھا، جو فلسطین میں غیر قانونی یہودی امیگریشن (علیہ بیت) کو روکتا تھا۔ اس وقت، ہزاروں یہودی پناہ گزین، جن میں سے بہت سے ہولوکاسٹ سے بچ جانے والے تھے، یورپ بھر میں بے گھر افراد کے کیمپوں میں رہائش پذیر تھے، جن میں اٹلی بھی شامل تھا، جہاں ایرگون کو بھرتی کے لیے سازگار زمین ملی۔

حملہ: منصوبہ بندی اور عمل درآمد

بمباری کی منصوبہ بندی ایٹزون کے کارکنوں نے بڑی احتیاط سے کی، جنہوں نے مقامی اینٹی فاشسٹ مزاحمتی گروپوں اور ترمیمی صیہونی تنظیم بیتاریوتھ موومنٹ کے اراکین کی حمایت سے اٹلی میں ایک نیٹ ورک قائم کیا۔ مارچ 1946 میں، ایٹزون کے اراکین، جن میں ڈوو گوروٹز اور ٹیبرزیو ڈیٹل جیسے پناہ گزین شامل تھے، نے روم کی ویا سیسیلیا میں اتحادی انٹیلی جنس دفاتر کے قریب ایک کور آفس قائم کیا تاکہ آپریشنز کو مربوط کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ، ٹریکاسے اور لاڈیسپولی میں دو کمانڈو تربیتی اسکول بھی قائم کیے گئے تاکہ توڑ پھوڑ کے مشنوں کے لیے بھرتیوں کو تیار کیا جا سکے۔

31 اکتوبر 1946 کی رات کو، ایٹزون کے کارکن دو دستوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروپ نے برطانوی قونصل خانے کی دیوار پر ایک بڑا سواستیکا پینٹ کیا، جو ایک اشتعال انگیز عمل تھا جس کا مقصد برطانوی پالیسیوں کو نازی جبر کے برابر دکھانا تھا۔ دوسرا دستہ ویا XX سیٹمبرے پر سفارتخانے کے مرکزی داخلی راستے کی سیڑھیوں پر دو سوٹ کیس رکھے، جن میں 40 کلوگرام ٹی این ٹی تھا، جو ٹائمرز سے لیس تھے۔ ایک ڈرائیور نے مشکوک سوٹ کیسوں کو دیکھا اور ان کی اطلاع دینے کے لیے عمارت میں داخل ہوا، لیکن کوئی کارروائی ہونے سے پہلے ہی دھماکہ خیز مواد پھٹ گیا، جس سے نمایاں تباہی ہوئی۔ سفارتخانے کا رہائشی حصہ ناقابل تلافی طور پر تباہ ہو گیا، لیکن خوش قسمتی سے، صرف دو افراد زخمی ہوئے۔ اہم ہدف، سفیر نوئل چارلس، چھٹی پر تھے، جس نے انہیں حملے سے بچا لیا۔

نتائج: تفتیش اور گرفتاریاں

حملہ فوری طور پر ینڈیٹ فلسطین سے آنے والے غیر ملکی جنگجوؤں سے منسوب کیا گیا۔ برطانوی حکومت کے دباؤ کے تحت، اطالوی پولیس، کارابینیری، اور اتحادی افواج نے بیتار کے اراکین اور ایٹزون سے تعلقات کے شبہ میں یہودی پناہ گزینوں کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کیا۔ بمباری کے فوراً بعد تین مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا، اس کے بعد 4 نومبر کو مزید دو۔ دسمبر میں، روم میں ایٹزون کے توڑ پھوڑ کے اسکول کی دریافت کے ساتھ ایک اہم پیش رفت ہوئی، جہاں حکام نے پستول، گولہ بارود، ہینڈ گرینیڈ، اور تربیتی مواد ضبط کیا۔ گرفتار ہونے والوں میں ڈوو گوروٹز، ٹیبرزیو ڈیٹل، مائیکل براؤن، ڈیوڈ ویٹن، اور ایک کلیدی کارکن، ٹیوین شامل تھے۔

ایک نمایاں گرفتار شدہ شخص، اسرائیل (زیو) ایپسٹین، جو مینا خم بیگن کا بچپن کا دوست تھا، نے 27 دسمبر 1946 کو حراست سے فرار ہونے کی کوشش کی، لیکن اس کوشش کے دوران اسے گولی مار دی گئی۔ برطانویوں نے مشتبہ افراد کو ایریٹریا کے قید خانوں

میں منتقل کرنے کا مطالبہ کیا، لیکن سب کو منتقل نہیں کیا گیا۔ دسمبر 1946 تک، گرفتار آٹھ افراد میں سے پانچ کو رہا کر دیا گیا تھا، اور امریکن لیگ فار فری فلسطین نے باقی قیدیوں کی رہائی کی امید ظاہر کی۔

اطالوی حکام، جو ابتدا میں حیران تھے، نے متبادل نظریات کی بھی چھان بین کی۔ کچھ اطالوی اخبارات نے "صہیونی دہشت گردوں" کے بارے میں قیاس آرائیاں کیں، ایک دعویٰ جسے اٹلی میں یہودی ایجنسی کے ڈاکٹر امبرٹو ناچون نے سختی سے مسترد کیا، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ یہودیوں کے پاس ایسی کارروائی کا کوئی محرک نہیں تھا اور برطانویوں کے بہت سے عالمی دشمن تھے۔ 1948 کے آرکائیول ریکارڈز نے بعد میں اطالوی کمیونسٹ پارٹی کی شمولیت کے شبہات کو ظاہر کیا، حالانکہ اس نظریے کی حمایت میں کوئی حتمی ثبوت نہیں ملا۔

اثرات اور ورثہ

بمباری کے دور رس نتائج برآمد ہوئے۔ اس نے مئی 1946 میں MI5 کے ڈیوڈ پیٹری کے ذریعہ بیان کردہ خدشات کی تصدیق کی کہ یہودی دہشت گردی فلسطین سے باہر پھیل جائے گی۔ اس حملے نے برطانویوں کو ذلیل کیا اور اٹلی کو سخت تر امیگریشن کنٹرولز نافذ کرنے اور 31 مارچ 1947 تک پناہ گزینوں کے لیے رجسٹریشن کی ڈیڈ لائن عائد کرنے پر مجبور کیا۔ اٹلی میں ای٦ڈون کی سرگرمیاں متاثر ہوئیں، جس نے انہیں دوسرے یورپی دارالحکومتوں میں منتقل ہونے پر مجبور کیا، جہاں انہوں نے حملے جاری رکھے، جیسے کہ ویانا میں ساکر ہوٹل پر بمباری، جو برطانوی فوجی ہیڈکوارٹر تھا۔

بمباری نے اینگلو-اطالوی تعلقات کو بھی تناؤ کا شکار کیا اور برطانیہ میں یہود مخالف جذبات کو ہوا دی، کیونکہ عوامی رائے اس حملے کی جرات سے نبرد آزما ہوئی۔ یہودی ایجنسی کے رہنماؤں نے بمباری کی مذمت کی اور ای٦ڈون کی حکمت عملی سے خود کو الگ کیا، لیکن اس واقعے نے یہودی مزاحمتی تحریکوں کی منقسم نوعیت کو اجاگر کیا۔ اطالوی مؤرخ فوریوبیا گینی نے بعد میں استدلال کیا کہ ای٦ڈون کے جرات مندانہ اقدامات، لہی اور ہگانہ کے ساتھ مل کر، 1948 میں برطانیہ کے فلسطین سے حتمی انخلاء میں معاونت کی، جو یہودی ایجنسی کے سفارتی کوششوں کو مکمل کرتی تھی۔

حملے کے جسمانی نشانات باقی رہے۔ سفارتخانے کی عمارت، جو 19ویں صدی میں برطانویوں نے خریدی تھی، اس قدر شدید نقصان پہنچا کہ اسے ایک نئی ڈھانچے سے بدل دیا گیا، جسے سر باسل اسپینس نے ڈیزائن کیا اور 1971 میں کھولا گیا۔ اطالوی حکومت نے سان جیووانی میں روسی شہزادی زینائیدا وولکونسکایا کے سابقہ رہائش گاہ میں سفارتخانے کے عملے کے لیے عارضی رہائش فراہم کی، جسے برطانیہ نے 1951 میں باضابطہ طور پر خریدا۔

نتیجہ

1946 میں روم کے برطانوی سفارتخانے پر بمباری ای٦ڈون کی برطانوی نوآبادیاتی پالیسیوں کے خلاف مہم کا ایک اہم لمحہ تھا۔ اس نے گروپ کی فلسطین سے باہر طاقت کے اظہار اور جنگ کے بعد کے یورپ کے افراتفری کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کرنے کی صلاحیت کو ظاہر کیا۔ اگرچہ حملے نے فوری طور پر محدود کامیابی حاصل کی، لیکن اس نے عالمی سطح پر صیہونی مقصد کو تقویت دی اور 1948 میں اسرائیل کے قیام کی طرف لے جانے والے دباؤ میں حصہ ڈالا۔ تاہم، اس نے سیاسی تشدد کی اخلاقی اور اسٹریٹجک پیچیدگیوں کو بھی اجاگر کیا، اور ایک متنازعہ ورثہ چھوڑا جو مورخین اور پالیسی سازوں کے درمیان بحث کو جاری رکھتا ہے۔